Al-Raqīm (Research Journal of Islamic Studies)
ISSN: 3006-2225 (Print), 3006-2233 (Online)
Volume 03, Issue 01, January-June 2025.
Open Access at: https://journals.iub.edu.pk/index.php/alraqim/index
Publisher: Department of Islamic Studies, The Islāmia University of Bahāwalpur, Raḥīm Yār Khān Campus, Pakistan
Email: editor.alraqim@iub.edu.pk

اسلامی تہذیب وثقافت کے معاشرتی اثرات: قرآن وسنت کی روشنی میں ایک جامع تجزیہ

The Social Impacts of Islamic Civilization and Culture: A Comprehensive Analysis in the Light of the Qur'ān and Sunnah

Dr. Hafiz Sibghatullah Bhutto
Assistant Professor, Comparative Religion and Islamic Culture, University of Sindh, Jamshoro, Sindh
Email: Sibghat_bhutto@usindh.edu.pk
Aijaz Ali Sodhar
PhD Scholar, Comparative Religion & Islamic culture University of Sindh Jamshoro
Email: aijazsodhar58@gmail.com

Abstract :
Islamic civilization and culture represent a comprehensive and balanced system of life that addresses the spiritual, moral, intellectual, and social aspects of human existence. Rooted in the divine guidance of the Qur'ān and the exemplary model of the Prophet Muhammad (peace be upon him), Islamic culture emerged as a unique and universal civilization that shaped the course of human history. It provided humanity with a holistic code of conduct that harmonized material progress with spiritual elevation, and social justice with ethical values.
In the contemporary era, the identity and values of Islamic civilization face numerous challenges due to globalization, the dominance of Western cultural paradigms, and the resulting intellectual and moral crises within Muslim societies. This research seeks to analyze the foundational principles of Islamic civilization and culture as presented in the Qur'ān and Sīrah, highlighting their relevance and applicability in addressing the challenges of the modern world.
The study adopts a qualitative and analytical approach, utilizing primary sources such as the Qur'ān and authentic Ḥadīth, along with classical and contemporary scholarly works. The research aims to rediscover the universal message of Islamic culture, emphasizing its contributions to global peace, justice, tolerance, and ethical living.
This study is significant in reaffirming the cultural and civilizational identity of the Muslim Ummah and demonstrating how the Qur'ānic and Prophetic principles can provide solutions to the social, ethical, and cultural dilemmas of the contemporary world. It also aspires to encourage intercultural dialogue based on the values of mutual respect, coexistence, and human dignity as emphasized in Islamic teachings.

Keywords:
Islamic Civilization, Islamic Ethics, Social Justice, Cultural Identity, Universal Values.

Al-Raqim Research Journal, Department of Islamic Studies, IUB, RYK Campus is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

تہذیب و ثقافت کسی بھی قوم کی فکری، روحانی، اخلاقی اور معاشرتی شناخت کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ انسانی تاریخ میں جب ہم تہذیبوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ ہر تہذیب اپنی بنیاد کسی عقیدے، نظریے یا فلسفے پر استوار کرتی ہے، جو اس کے طرزِ حیات، اقدار، سماجی تعلقات اور معاشرتی رویوں کو تشکیل دیتا ہے۔

اسلامی تہذیب و ثقافت، جو ساتویں صدی عیسوی میں جزیرہ نما عرب میں ظہور پذیر ہوئی، اپنی نوعیت میں ایک جامع اور ہمہ گیر تہذیب ہے، جو انسان کی مادی و روحانی زندگی کو توازن اور ہم آہنگی کے ساتھ منظم کرنے کی تعلیم دیتی ہے۔ اس تہذیب کی بنیاد قرآن مجید اور حضرت محمد ﷺ کی سیرتِ طیبہ پر ہے، جنہوں نے انسان کو نہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت اور بندگی کی طرف بلایا، بلکہ ایک متوازن، مہذب، پرامن، اور اخلاقی معاشرہ قائم کرنے کے اصول وضوابط بھی فراہم کیے۔

اسلامی تہذیب و ثقافت محض رسومات یا ظاہری مظاہر تک محدود نہیں بلکہ اس کا دائرہ کار انسانی زندگی کے ہر پہلو تک وسیع ہے۔ یہ فرد کی ذاتی زندگی سے لے کر اجتماعی زندگی، علم و فن سے لے کر سیاست و معیشت، اور بین الاقوامی تعلقات تک اپنے اصول پیش کرتی ہے۔ قرآن مجید میں مختلف مقامات پر تہذیبِ انسانی کی اصلاح و تعمیر کے لئے رہنما اصول بیان کیے گئے ہیں، جبکہ سیرتِ طیبہ ﷺ میں ان اصولوں کا عملی نفاذ اور تطبیق کا بہترین نمونہ پیش کیا گیا ہے۔

اس تحقیق کا مقصد اسلامی تہذیب و ثقافت کی بنیادوں کو قرآن و سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں اجاگر کرنا ہے تاکہ موجودہ دور میں اس کی افادیت اور اس کے پیغام کو بہتر طور پر سمجھا جا سکے اور اسلام کے اس تہذیبی و ثقافتی تصور کو جدید چیلنجز کے تناظر میں پیش کیا جا سکے۔

ضرورت و اہمیت:

اسلامی تہذیب و ثقافت ایک ہمہ گیر اور آفاقی نظامِ حیات ہے جو انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کو الٰہی ہدایات اور نبی کریم ﷺ کی سنت کے مطابق منظم کرتا ہے۔ آج کے عالمی منظر نامے پر تہذیبی تصادم، مغربی ثقافتی یلغار، اور مادیت پرستی نے اسلامی تہذیب کی قدروں اور اصولوں کو چیلنج سے دوچار کر دیا ہے۔ جدید معاشرتی تبدیلیوں اور تہذیبی بگاڑ کے اس ماحول میں اسلامی تہذیب و ثقافت کی قرآنی اور سیرتی بنیادوں کا مطالعہ نہایت ضروری ہو گیا ہے تاکہ موجودہ اور آنے والی نسلوں کو اسلامی تہذیب کے اصل خدوخال اور اس کی افادیت سے روشناس کرایا جا سکے۔

یہ تحقیق اس لیے بھی اہمیت کی حامل ہے کہ عصر حاضر میں مسلمانوں کے درمیان اپنی تہذیبی شناخت کا بحران شدت اختیار کر چکا ہے۔ مغربی تہذیب کے اثرات اور میڈیا کے ذریعے پھیلائی جانے والی مغربی ثقافتی اقدار نے مسلم معاشروں میں فکری انتشار پیدا کر دیا ہے۔ اس صورتحال میں اسلامی تہذیب و ثقافت کے بنیادی اصولوں کو قرآن و سیرت کی روشنی میں اجاگر کرنا وقت کی ایک اہم ضرورت ہے تاکہ مسلم نوجوانوں میں اپنی تہذیبی شناخت کا شعور بیدار کیا جا سکے اور وہ اسلامی ثقافت کو فخر اور اعتماد کے ساتھ اپنا سکیں۔

علاوہ ازیں، اسلامی تہذیب و ثقافت صرف مسلمانوں تک محدود نہیں بلکہ انسانیت کے لیے بھی ایک رحمت ہے، جو عدل، امن، اخوت، مساوات اور حسنِ اخلاق پر مبنی ایک ہمہ گیر پیغام فراہم کرتی ہے۔ اس تحقیق کے ذریعے اسلامی تہذیب کی انسان دوست خصوصیات کو دنیا کے سامنے اجاگر کیا جا سکتا ہے اور بین الاقوامی سطح پر تہذیبی مکالمے کے فروغ میں مثبت کردار ادا کیا جا سکتا ہے۔ یہ

تحقیق عصر حاضر کے فکری، اخلاقی اور تہذیبی بحران کے مقابل اسلامی تہذیب کی علمی و فکری بنیادوں کو مضبوط بنانے اور اس کی عملی تطبیق کو اجاگر کرنے میں اہم سنگِ میل ثابت ہو سکتی ہے۔

اللہ رب العزت نے انسانوں کی رہنمائی و ہدایت کے لئے صرف عقیدہ کی درستگی اور نئی شریعت کو نافذ کرنے کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث نہیں فرمایا بلکہ انسانیت کو نیا طرز حیات، نئی تہذیب و تمدن اور ثقافت کی طرف بھی رہنمائی کرنے کے لئے ہادی بنا کر بھیجا۔ انبیاء کرام علیہم السلام کو سونپا گیا یہ پروگرام ربانی تہذیب کہلاتی ہے۔ جس کو کبھی دین حنیف تو کبھی اسلام کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ یہ تہذیب و ثقافت خالق کی طرف سے عطا کردہ ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ تہذیب و ثقافت دنیا کی انسانی خود ساختہ تہذیبوں سے بلکل نمایاں نظر آتی ہے۔ اس تہذیب کے اصول، شعائر اور ارکان و علامات اللہ رب العزت کی طرف سے جاری کردہ ہوتے ہیں۔ جیسے دین اسلام کے سارے کے سارے احکام منزل من السماء ہوتے ہیں بلکل اسی طرح اسلامی تہذیب بھی، اس کے بنیادی اصول اور ان کی تفصیلات وغیرہ بھی منزل من السماء ہی ہوتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے انبیاء کرام علیہم السلام کو انسانوں کی رہنمائی کے لیے مبعوث فرمایا۔ ان انبیاء کرام علیہم السلام کے ذریعے اپنی ربانی تہذیب سے اپنے بندوں کو باخبر کر کے اس پر عمل کرنے کا حکم فرمایا۔ اسلام ایک الہامی قانون اور ربانی طرز زندگی ہے۔ اس تہذیب و تمدن کے کچھ خاص اصول و ضوابط ہیں جو اس کو دنیا کی باقی تہذیبوں میں نمایاں حیثیت کا حامل بناتے ہیں۔ اسلامی تہذیب میں دینی عقائد، زندگی گزارنے کے اصول و ضوابط، اخلاقیات، شعائر اور مظاہر اہمیت کے حامل ہیں۔ یہ سب پوری دنیا میں بسنے والے مسلمانوں میں پھر وہ جہاں بھی جس بھی ملک میں رہتے ہوں یکساں ہوتے ہیں۔ ان مسلمانوں میں بے شک زبان کا فرق ہو سکتا ہے، لباس کا فرق بھی پایا جا سکتا ہے مگر بنیادی عناصر میں وہ سارے مشترک ہوتے ہیں۔ دنیا میں بسنے والے مختلف ممالک و علاقوں کے سب مسلمان ایک ہی خاندان کے افراد نظر آئیں گے۔ ان میں ایک ہی تہذیب پائی جاتی ہے۔ اللہ تعالی نے انسان کی تخلیق کرنے کے بعد اس کی رہنمائی کے لیے نبوت کا ایک مقدس سلسلہ شروع فرمایا۔ نبوت کی بعثت کے مقاصد میں تزکیہ نفس، اخلاقی تربیت، اصلاح معاشرہ اور اصلاح تہذیب و تمدن بھی شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِنْكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ [1]

"(یہ انعام ایسا ہی ہے) جیسے ہم نے تمہارے درمیان تم ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو تمہارے سامنے ہماری آیتوں کی تلاوت کرتا ہے، اور تمہیں پاکیزہ بناتا ہے، اور تمہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے، اور تمہیں وہ باتیں سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:

"عَنْ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرٍ مِنْ كَثِيرٍ مِنْ الصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ قَالُوا بَلَى قَالَ إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ وَإِيَّاكُمْ وَالْبِغْضَةَ فَإِنَّهَا هِيَ الْحَالِقَةُ عَنْ مَالِك أَنَّهُ قَدْ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ حُسْنَ الْأَخْلَاقِ"۔[2]

"امام مالک کو پہنچا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا میں اس واسطے بھیجا گیا ہوں کہ اخلاق کی خوبیوں کو پورا کر دوں"۔

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند اخلاق کی گواہی اللہ تعالی نے اپنے کلام میں دے کر اس کی اتباع کرنے کی ترغیب بھی دی ہے۔

وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ[3]

"اور یقیناتم اخلاق کے اعلی درجے پر ہو"۔

لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ[4]

"حقیقت یہ ہے کہ تمہارے لیے رسول اللہ کی ذات میں ایک بہترین نمونہ ہے"۔

قران مجید جو اللہ کا کلام ہے اس کی عملی تشریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حیات مبارکہ اور اسوہ ہے۔ رسول اللہ کی صحبت سے لوگوں کی بہترین نمونے میں تربیت اور اصلاح ہوئی۔ اس دور میں لوگ اخلاق مذمومہ سے اخلاق حمیدہ کے حامل بن گئے۔ ان لوگوں کو کلام اللہ میں جنت (بہترین بدل اور جزا) کی بشارت سنائی گئی۔ رضی اللہ عنہم اور نبوت کی زبان سے بھی بشارت نصیب ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلم سماج اور تہذیب کے عظیم مصلح کی حیثیت سے ایک ایسی جماعت تیار فرما گئے جن کی بابرکت زندگیوں نے اسلامی تہذیب وتمدن کا عملی ثبوت پیش کر کے غیروں کی زبان سے آفرین کے الفاظ نکلوانے میں کامیابی حاصل کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم جان نثار نبوت وسنت تھے۔ انہوں نے لاکھوں لوگوں کی زندگیوں کی اصلاح کی، تربیت کی اور علم کے شمع سے دوسروں کو روشن کیا تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو بہترین مصلح معاشرہ تھے ان کی جدائی کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم پھر صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کی رخصتی کے بعد قران مجید، سنت رسول، آثار صحابہ، احادیث رسول اور تابعین کے علم وعرفان سے اس خلا کو پر کیا جائے۔ آج بھی مسلم معاشرے میں اس کی تہذیب اور بقا کے لیے مذکورہ چیزوں کے ساتھ فقہ، حکمت، اصلاح قلب، شیطان کے شر سے حفاظت کی تدابیر اور اس کی چالوں سے بچنے کے طرق استعمال کر کے اسلامی تہذیب کی بقا کو قائم رکھا گیا ہے۔ قران مجید، احادیث رسول، سیرت طیبہ، تہذیب، تمدن، تزکیہ نفس، دلوں کو ذکر سے منور کرنا، قالب سے غیر کی حب کو ختم کرنا اور برے اطوار کو چھوڑ کر اچھے اخلاق سے مزین کرنا اسلامی تہذیب میں اہمیت کے حامل اجزاء ہیں۔ آج بھی مسلمان اپنی زندگی کے مسائل کے حل کے لیے کلام اللہ، احادیث رسول، سنت رسول، آثار صحابہ، اقوال اہل علم وعرفان اور اہل علم حضرات کی طرف ہی رجوع کرتے ہیں۔

اسلامی تہذیب:

اسلامی تہذیب کے پیشوا تو امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں مگر اسلامی تہذیب کی اصل بنیاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے جد امجد حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہیں جو اس اسلامی تہذیب جو ربانی تہذیب ہے کہ بانی کہلاتے ہیں۔ رسول اللہ نے اس موروثی تہذیب کو نئے سرے سے ترتیب دے کر اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شاگردوں کے ذریعے پوری دنیا میں پھیلانے کی کوشش کی۔ اسلامی تہذیب کی بنیادیں اللہ رب العزت کی توحید، اللہ تعالی پر ایمان کامل، تقویٰ، خوف خدا اور مخلوق خدا پر رحم ہیں۔ مسلمان کو زندگی بھر اللہ رب العزت کے موجود ہونے کا یقین، اس کے ہر عمل پر اللہ رب العزت کی نظر ہونے کا یقین اور ہر وقت اللہ رب العزت کی نظر میں رہنے کا استحضار ہوتا ہے۔ ایک مسلمان کی پوری زندگی اور اسلامی تہذیب اسی بنیاد پر قائم رہتی ہے۔

اسلامی تہذیب میں انسانی خود ساختگی کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ اسلامی تہذیب بھی اسلامی احکامات کا ہی مجموعہ ہے۔ اسلامی تہذیب دینی عقائد، اخلاقیات، معاشرتی اعمال، سماجی رویوں اور اسلامی اصول زندگی جیسے عناصر پر مبنی ہوتی ہے۔ جس طرح اسلامی احکامات پر عمل کرنا ہر مسلمان کے لئے لازمی امر ہوتا ہے، پھر چاہے وہ دنیا کے کسی بھی کونے میں رہتا ہو، چاہے اجتماعی طور پر رہتا ہو یا انفرادی طور پر، بلکل اسی طرح دنیا کے مختلف مقامات پر بسنے والے سارے مسلمان اسلامی تہذیب میں یکساں ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے پوری دنیا کے مسلمان اسلامی تہذیب کے حامل ہونے کے اعتبار سے بھی ایک ہی خاندان کے افراد کی طرح نظر آتے ہیں۔ ایک مسلمان کے لئے دنیاومافیھا سے بڑھ کر ہر حال میں ہر جگہ پر احکام الٰہی کی اتباع کرنالازم ہوتا ہے۔ انسان روح اور جسم کا سنگم ہوتا ہے۔ انسانی جسم دنیا کی پیداوار ہوتا ہے تو اس لیے اس کی غذا دنیا میں ہی رکھی گئی ہے۔ اسلامی تہذیب اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے حلال طریقے سے کمائی ہوئی حلال غذا استعمال کرنے کا حکم دیتی ہے۔ جسمانی صفائی کا حکم دیتی ہے، اس کا بھی خاص خیال رکھنے کا حکم دیتی ہے۔ صفائی کو ایمان کا حصہ قرار دیاہے۔ وَالطُّهُورُ نِصْفُ الْإِيمَانِ (اور پاکی نصف ایمان ہے)۔ اس کے ساتھ فطرت میں بھی صفائی کا بتا کر اس کی اہمیت کو واضح کر دیا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْفِطْرَةُ خَمْسٌ أَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: الْخِتَانُ وَالِاسْتِحْدَادُ وَنَتْفُ الْإِبِطِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَقَصُّ الشَّارِبِ۔[5]

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں: "فطری امور پانچ ہیں' یا فرمایا کہ پانچ باتیں فطرت سے ہیں: ختنہ کرانا' زیر ناف کی صفائی' بغلوں کے بال اکھیڑنا' ناخن تراشنا اور مونچھیں کتروانا۔"

"عَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةٌ مِنْ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَقَصُّ الْأَظْفَارِ وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ وَالسِّوَاكُ وَالِاسْتِنْشَاقُ وَنَتْفُ الْإِبِطِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ قَالَ مُصْعَبٌ وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا أَنْ تَكُونَ الْمَضْمَضَةَ"۔[6]

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دس چیزیں فطرت انسانیہ کا تقاضا ہیں: مونچھیں کاٹنا، ناخن تراشنا، انگلیوں کے جوڑوں اور پوروں کو اچھی طرح دھونا، داڑھی پوری رکھنا، مسواک کرنا، ناک میں پانی چڑھانا (اور ناک کی صفائی کرنا) بغلوں کے بال اکھیڑنا، شرم گاہ کے بال مونڈنا، پانی کے ساتھ استنجا کرنا۔ مصعب بن شیبہ (راویٔ حدیث) نے کہا: دسویں چیز میں بھول گیا۔ امید ہے کہ وہ کلی کرنا ہو گا"۔

روح آسمانی پیداوار ہے۔ اس کی غذا بھی الہامی ہے۔ روح کی غذا احکام الٰہی کی پابندی اور خالق کائنات کی عبادت و ذکر ہوتی ہے۔ نماز بھی روح کی غذا ہے۔ نماز کے ذریعے بندہ اپنے خالق ومالک سے مناجات کرتا ہے۔

اسلام ایمان اور تہذیب کی اصل بنیاد:

انسان عطا کردہ علم و عقل کے ذریعے اپنے خالق ومالک کو پہچان لینے کے بعد اس کے احکامات کو ماننے کے لئے دل کے یقین کے ساتھ زبان کے ساتھ اس کی تصدیق کرتا ہے، ہر چیز پر اسی مالک کو قادر مطلق جانتا ہے، ہر چیز کا اسی کو مالک مانتا ہے، ہر چیز کو اس کے

علم وقدرت کے حکم کے تحت ماننا ہے، دنیا میں اس کے حکم کے ماتحت زندگی گزارنا اور مرنے کے بعد واپس اسی کی دربار میں حاضر ہو کر دنیاوی زندگی کا حساب دینا پھر آخرت میں انعام یا سزا ملنے کا یقین رکھتا ہے تو یہ ایمان کے بنیادی عناصر کہلاتے ہیں۔ اسی طرح اپنی زندگی کو اپنے خالق و مالک کی منشا کے مطابق گزارنا اسلامی ثقافت کہلاتا ہے۔ جس طرح ایمان میں اللہ رب العزت کو خالق و مالک ماننا ہر وقت مستحضر ہونا لازمی ہے بلکل اسی طرح اسلامی تہذیب اور پوری زندگی کے ہر عمل کو سرانجام دیتے وقت بھی اللہ رب العزت کی ذات اقدس کا استحضار اور پورا یقین ہوتا ہے۔ مسلمان کی پوری زندگی اپنے مالک کی رضا کی متلاشی ہوتی ہے۔

مسلمان پیدا ہونے سے لے کر موت تک اللہ رب العزت کی رضا اور غضب کو سامنے رکھتا ہے۔ اسلامی تہذیب میں بچے کے پیدا ہوتے ہی اس کو اللہ رب العزت کی بڑائی کا سبق دینا شروع کیا جاتا ہے۔ اللہ رب العزت پر یقین اور استحضار اسلامی تہذیب اور معاشرت کی بنیاد ہے۔ اسلامی معاشرے میں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس نومولود کے داہنے کان میں آذان اور بائیں کان میں اقامت دی جاتی ہے تاکہ نومولود کے کان کے ذریعے اس کے دل و دماغ میں جو سب سے پہلا سبق پہنچے اور سب سے پہلی آواز جس کو وہ سنے وہ اپنے مالک و خالق کی بڑائی کی ہو اور اس بات سے یہ بھی تاثر دینا مقصود ہے کہ تیری اس دنیا کی زندگی بہت مختصر ہے۔ جیسے نماز کے لئے آذان و اقامت ہوتی ہے تو یہ بات ذہن نشین ہو کہ آذان و اقامت تو ہو چکی ہے اب صرف نماز (نماز جنازہ) کے لئے صفیں درست کی جانی باقی ہیں۔ یہ ہی مختصر سی زندگی ہے۔ اس لئے اس مختصر وقت میں اپنے خالق و مالک کے بتائے ہوئے طرق اور احکامات کے مطابق اپنی زندگی گزارنی چاہیئے۔ بعد میں کوئی بھی مہلت نا ملے گی۔ پھر جب نومولود بڑا ہونے لگتا ہے تو اس کے دل میں اپنے خالق و مالک کی بڑائی کو یقین کے ساتھ بٹھانے کے لئے اسلامی تعلیمات دی جاتی ہے اور اسلامی طرزِ زندگی کی پرورش دی جاتی ہے۔ بچہ جب ابتدائی تعلیم کی عمر کو پہنچتا ہے تو اس کو مکتب میں بٹھا دیا جاتا ہے۔ بچے کی تعلیم کی ابتدا اللہ رب العزت کے بابرکت نام اور کلام پاک سے ہی کی جاتی ہے۔ مسلمان اپنے ہر نیک کام کی شروعات اللہ رب العزت کی حمد و ثنا اور کلام پاک سے ہی کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ ہر مجلس ہر پروگرام کی شروعات میں کلام پاک کی ہی تلاوت کی جاتی ہے۔ نیا گھر یا دکان یا عمارت بنوانے کے بعد اس میں بھی سب سے پہلے قران پاک کی تلاوت کروا کر اللہ رب العزت کی خوشنودی اور کلام اللہ سے برکت حاصل کرنے کی امید کی جاتی ہے۔

نماز:

جب بچہ وقت کے حساب سے بڑا ہونے لگتا ہے تو اس کو اسلامی تعلیمات دے کر اسلامی احکامات پر عمل کرنے والا بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے:

"قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مُرُوا الصَّبِيَّ بِالصَّلَاةِ إِذَا بَلَغَ سَبْعَ سِنِينَ، وَإِذَا بَلَغَ عَشْرَ سِنِينَ فَاضْرِبُوهُ عَلَيْهَا"۔[7]

”حضرت سبرہ بن معبد جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”بچہ جب سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز کا حکم دو اور جب دس سال کا ہو جائے (اور نہ پڑھے) تو اسے مارو۔“

اس فرمان سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ بچہ جب تھوڑی بہت سمجھداری کو پہنچے تو اس کو نماز جو دین اسلام کا اہم ترین رکن ہے کہ تعلیم دے کر نماز پڑھنے کا حکم دیا جائے پھر جب وہ بچہ دس سال کی عمر کا ہو جائے تو اس کو نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے ضرب بھی لگائی جائے تاکہ اس کے اندر نماز پڑھنے کا عمل پختہ ہو جائے اور نماز پڑھنے کی عادت پیدا ہو جائے۔ اسلامی ثقافت میں نماز کو ایک مسلم

اہمیت حاصل ہے۔ نماز کی عبادت کی وجہ سے مسلمان روزانہ پانچ مرتبہ ایک دوسرے سے ملتے ہیں، ایک دوسرے کے حالات سے واقف ہوتے ہیں۔ اسلامی معاشرے میں نماز کی تہذیب ایک ایسا عمل ہے جس میں مختلف درجات اور مختلف مراتب کے لوگ ایک ساتھ ایک ہی صف میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ نماز میں کوئی دنیاوی مرتبہ اہمیت کا حامل نہیں ہوتا، البتہ نمازی کی اپنے مالک کے سامنے کھڑے ہونے کی حالت میں فرق ضرور ہوتا ہے۔ کوئی نماز کے ذریعے اپنے مالک کی رضا کے عروج کو پالیتا ہے تو کوئی ابھی ابتدائی مراحل میں ہوتا ہے، کسی کی نماز میں غفلت اور جہالت پائی جاتی ہے تو تو کسی کی نماز میں لاپرواہی ہوتی ہے، کسی کی نماز استحضار اور تفقہ والی ہوتی ہے، کوئی عامۃ المسلمین والی نماز پڑھتا ہے تو کوئی اہل یقین اور عارفوں والی نماز کا حامل ہوتا ہے۔ یہ مراتب صرف اور صرف ایمانی اور عملی اعتبار سے ہوتے ہیں باقی دنیاوی مراتب کا ان میں کوئی عمل دخل نہیں ہوتا۔ اس کی وضاحت خود مالک نے یوں فرمادی:

الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ـ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ـ وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ [8]

"جو اپنی نماز سے غافل ہیں۔ جو ریاکاری کرتے ہیں۔ اور برتنے کی چیز روکتے ہیں۔"

کسی کو نماز میں خشوع و خضوع نصیب ہوتا ہے تو کسی کو خشیت اور رقت نصیب ہوتی ہے۔ خشوع والی نماز کے حاملین کو مالک نے یوں بشارت دی ہے:

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ـ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ [9]

"یقیناً ایمان والوں نے فلاح حاصل کرلی۔ جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں۔"

ایسی نماز کے بارے میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مَا مِنَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهُ صَلَاةٌ مَكْتُوبَةٌ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهَا وَخُشُوعَهَا وَرُكُوعَهَا، إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوبِ مَا لَمْ يُؤْتِ كَبِيرَةً وَذَلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهُ"۔[10]

"کوئی مسلمان نہیں جس کی فرض نماز کا وقت ہو جائے، پھر وہ اس کے لیے اچھی طرح وضو کرے، اچھی طرح خشوع سے اسے ادا کرے اور احسن انداز سے رکوع کرے، مگر وہ نماز اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ ہو گی جب تک وہ کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہیں کرتا اور یہ بات ہمیشہ کے لیے کی۔"

"خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللَّهُ تَعَالَى، مَنْ أَحْسَنَ وُضُوءَهُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ وَأَتَمَّ رُكُوعَهُنَّ وَخُشُوعَهُنَّ كَانَ لَهُ عَلَى اللَّهِ عَهْدٌ أَنْ يَغْفِرَ لَهُ، وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهُ عَلَى اللَّهِ عَهْدٌ، إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ"۔[11]

"پانچ نمازیں اللہ نے فرض کی ہیں، جو ان کا وضو عمدہ بنائے اور انہیں ان کے اوقات پر ادا کرے، ان کے رکوع اور خشوع کامل رکھے، تو ایسے شخص کے لیے اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ اسے بخش دے گا۔ اور جو یہ نہ کرے تو اس کے لیے اللہ کا کوئی وعدہ نہیں ہے اگر چاہے تو معاف کردے اور اگر چاہے تو عذاب دے۔"

"مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ أَوْ أَرْبَعًا (شَكَّ سَهْلٌ) يُحْسِنُ فِيهِمَا الذِّكْرَ وَالْخُشُوعَ ثُمَّ اسْتَغْفَرَ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ غُفِرَ لَهُ"۔[12]

"جس نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا، پھر کھڑا ہوا اور دو یا چار رکعت نماز پڑھی اور اس میں اچھے انداز میں ذکر اور خشوع اختیار کیا، پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کی، اس کو بخش دیا جائے گا۔"

نماز اسلامی تہذیب و تمدن میں ایک بہت بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ نماز مسلمان مرد و عورت دونوں کے لیے محافظ ہوتی ہے۔ مسلمان نماز کے ذریعے منکرات، فواحشات اور مالک کی نافرمانی سے پناہ لیتا ہے۔ نماز مسلمان کو غیر اللہ کی عبادت سے بچاتی ہے، اللہ رب العزت کی غلامی عطا کرتی ہے، برے اخلاق اور اوصاف مذمومہ سے بچاتی ہے۔ خالق کائنات نے اپنے کلام میں فرمایا:

إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ [13]

"یقیناً نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے بیشک اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے تم جو کچھ کر رہے ہو اس سے اللہ خبردار ہے۔"

اذان:

اسلامی تہذیب و تمدن میں اذان بھی شامل ہے۔ آذان کے ذریعے روزانہ پانچ مرتبہ اسلامی معاشرے میں اللہ رب العزت کی بڑائی کو بلند اواز سے بیان کیا جاتا ہے۔ رسالت کا اقرار کیا جاتا ہے۔ دنیا و اخرت کی فلاح و بہبود کی طرف بندوں کو بلایا جاتا ہے۔ یہ خالق کی طرف سے نقیب کی اواز ہوتی ہے جو اسلامی معاشرے میں گونجتی رہتی ہے تاکہ معاشرے کے ہر فرد کو خالق کی بڑائی، رسالت کے وجود اور نیکی و بھلائی کی طرف بلاوے کا استحضار رہے۔ آذان اسلام کی دعوت عام ہوتی ہے۔ اس دعوت میں اسلامی تعلیمات کا خلاصہ بیان کیا جاتا ہے۔ **وضو:** مسلمان معاشرے میں پاکی کا اہتمام کروانے کے لیے وضو کا حکم دیا جاتا ہے۔ ہر وضو چاہے وہ نماز کے لیے ہو یا تلاوت کے لیے ہو کی ایک ہی شرط ہوتی ہے کہ بندہ اپنے خالد خالق کی عبادت کرے تو پہلے خود پاک وصاف ہو جائے۔ اس کا طریقہ بھی یوں بیان فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّ لٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَ لِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ [14]

" اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے اُٹھو تو اپنے منہ کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو ۔ اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھولو اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو غسل کر لو ہاں اگر تم بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا تم میں سے کوئی حاجت ضروری سے فارغ ہو کر آیا ہو، یا تم عورتوں سے ملے ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی سے تیمم کر لو، اسے اپنے چہروں پر اور ہاتھوں پر مل لو اللہ تعالیٰ تم پر کسی قسم کی تنگی ڈالنا نہیں چاہتا بلکہ اس کا ارادہ تمہیں پاک کرنے کا اور تمہیں اپنی بھرپور نعمت دینے کا ہے تاکہ تم شکر ادا کرتے رہو۔"

وضو سے مسلمان کو صفائی حاصل ہوتی ہے اور عبادت کے لیے چستی اور مستعدی پیدا ہوتی ہے۔

نماز جمعہ اور عیدین کے مواقع پر بھی مسلمانوں کو نہا دھو کر صفائی اختیار کرنے، خوشبوء لگا کر کے بعد اللہ رب العزت کے حضور حاضر ہونے، اسی کا ہی ذکر بلند کرنے، تشریک و تکبیرات پڑھتا ہوا مسلمانوں کی جماعت میں شامل ہو جاتا ہے، پھر اپنے مالک و خالق

کے حضور مل کر سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔ عید الاضحیٰ کے موقع پر دل کی خوشی سے قربانی کرتے ہیں، پھر مختلف اوقات پر مسلمانوں کو اپنے معاشرے کے مساکین وغریبوں کی اعانت کرنے کے لیے زکوٰۃ، صدقات وخیرات دینے کی ترغیب دی جاتی ہے۔

مسجد:

اسلامی تہذیب میں مسجدوں کا ایک اہم کردار رہا ہے۔ مساجد کے اندر دینی وروحانی تربیت وخدمات اور عبادات کو سرانجام دیا جاتا ہے۔ مساجد میں دنیاوی باتیں کرنے اور تفریح کرنے سے منع کیا گیا ہے تاکہ جو بھی اس عبادت خانہ میں آئے وہ اپنی دنیا واخرت کی فلاح کو پا سکے اور کوئی بھی چیز اس میں مانع نہ ہو یا خلل نہ ڈالے۔ مساجد کو علمی، عملی اور عبادت کی مرکزیت اور جامعیت حاصل ہے۔ مساجد سے ہی علم وعرفان کے سرچشمے اور اصلاح کی تحریکیں پیدا ہوتی ہیں۔ مساجد میں حاضری اپنے رب کے دربار میں حاضری ہونے کے مترادف ہے۔ مساجد میں حاضر ہو کر انسان اپنی روحانی غذا بھی پالیتا ہے اور اپنی روحانی اصلاح بھی کرتا ہے۔ مساجد میں حاضری کو اللہ رب العزت کے دربار میں حاضری بتایا گیا ہے۔ مساجد کے تقدس کو برقرار رکھنے کا حکم خود خالق نے دیا ہے۔ فرمایا :

وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا [15]

"اور یہ کہ: سجدے تو تمام تر اللہ ہی کا حق ہیں، اس لیے اللہ کے ساتھ کسی اور کی عبادت مت کرو"

فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ [16]

"جن گھروں کے بارے میں اللہ نے یہ حکم دیا ہے کہ ان کو بلند مقام دیا جائے، اور ان میں اس کا نام لے کر ذکر کیا جائے، ان میں صبح و شام وہ لوگ تسبیح کرتے ہیں"

خالق کائنات کی دربار میں حاضری کے لئے صفائی اور نظافت کے ساتھ حاضر ہونے کا حکم دیا گیا ہے :

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ [17]

"اے اولاد آدم! تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو اور خوب کھاؤ اور پیو اور حد سے مت نکلو۔ بیشک اللہ تعالی حد سے نکل جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"

عقیقہ:

اسلامی تہذیب میں نومولود کی پیدائش کے ساتویں دن عقیقہ کرنا مستحب بتایا گیا ہے۔ عقیقہ کرنے کے لیے ساتواں دن لازم نہیں ہے۔ ساتویں دن نہیں کر سکتا تو چودھویں دن کرے۔ اگر چودھویں دن بھی نہ کر سکے تو اس حساب سے بعد میں بھی کر سکتا ہے۔ عقیقہ میں اگر بچی ہو تو ایک بکرا اور اگر بچہ ہو تو دو بکرے ذبح کیے جاتے ہیں۔ یہ گوشت اپنے گھر، رشتہ داروں اور مساکین میں تقسیم کیا جاتا ہے تاکہ وہ بھی اس خوشی میں شامل ہو جائیں۔ عقیقہ کرنا کوئی فرض یا واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے۔ اس کی بھی اسلامی تہذیب میں ترغیب دی گئی ہے مگر مسکین مسلمان پر اس کو پورا کرنے کا حکم لازم قرار نہیں دیا گیا۔

نام رکھنا:

عموماً اسلامی معاشرے میں نومولود کی پیدائش کے ساتویں دن نام کا اعلان بھی کیا جاتا ہے۔ اس کے لیے بھی ساتواں دن لازم نہیں ہے۔ بچہ کی پیدائش سے پہلے بھی اس کا نام رکھا جا سکتا ہے اور پیدائش کے بعد بھی، جو بھی مناسب ہو مگر اسلامی تعلیمات میں بچے کا اسلامی نام رکھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اسلامی تہذیب میں نومولود کے نام کے لیے کسی بزرگ اہل علم سے اس کا اچھا سا اسلامی نام رکھنے کی تجویز لی جاتی ہے۔ اسلامی تہذیب میں مسلمان اپنی اولاد کے لیے عربی طرز کے ناموں کو ترجیح دیتے ہیں تا کہ بچہ اسلام سے مانوس ہو، اس کے نام سے ہی پتہ چلے کہ وہ مسلمان ہے۔ اہل دانش حضرات کہتے ہیں کہ انسان کے نام کا اس پر ذہنی (Psychological) اثر بھی پڑتا ہے۔ اسلام نے مسلمانوں کو مخصوص ناموں یا نام رکھنے کا پابند نہیں بنایا بلکہ ترغیب دی ہے کہ ایسا اچھا سا اسلامی نام رکھا جائے جس سے اس کا مسلمان ہونا واضح ہو جائے اور یہ بھی ترغیب دی ہے کہ نام ایسے رکھے جائیں جن سے معبود کے ساتھ بندے کی عبدیت کا اظہار ہو سکے۔ ایسے ناموں کو اسلام ناپسند کرتا ہے جن سے فخر، عجب، تکبر اور نافرمانی کا اظہار ہوتا ہو۔ اس لیے عموماً اسلامی معاشرے میں مسلمانوں کے نام انبیاء کرام علیہم السلام کے ناموں کو ان کی طرف نسبت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، نیکوکار اور صلحاء کے ناموں کو ہی ترجیح دیتے ہیں۔

اسلامی تہذیب میں بچہ جب بڑا ہوتا ہے تو اس کو طہارت کا طریقہ سکھایا جاتا ہے۔ جب نجاست لگ جائے یا بیت الخلا سے فراغت حاصل کر لے تو پانی سے خوب اچھی طرح طہارت حاصل کرے۔ بچہ کو اس کی خاص تعلیم اور تربیت دی جاتی ہے۔ بچہ جیسے جیسے بڑھنے لگتا ہے تو اس کو آداب اور حسنِ معاشرت کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس کی اسلامی اداب و تعلیمات کے مطابق تربیت کی جاتی ہے۔ والدین اساتذہ اور بڑوں کی تعظیم کرنا، اچھے کام کرنے کی ترغیب دینا، کھانے، پینے، مصافحے کے آداب، مجالس میں بیٹھنے بولنے کے آداب، ظاہری و باطنی طہارت کے طور طریقے و آداب، مختلف اوقات میں مختلف دعاؤں کا اہتمام، شکر کرنے کے آداب، توبہ و استغفار کے آداب، دینی شعائر کی عظمت، نیکی سے محبت، برائی سے نفرت، اللہ رب العزت کے حاضر ناظر ہونے کا عقیدہ، آخرت میں مالک کے سامنے کھڑے ہو کر ہر عمل کا حساب دینے کا عقیدہ، بارگاہ ایزدی میں حساب کتاب کا عقیدہ، عقائد کی درستگی، اعمال اور خیالات کی پاکیزگی کا اہتمام وغیرہ کرنے جیسے اوصاف حمیدہ کی تعلیم و تربیت دی جاتی ہے تا کہ کل کو یہ بچہ معاشرے کا بہترین فرد بن کر اپنی عاقبت کو بچا سکے۔ ایسی اچھی عادتوں کو اپنانے اور بری عادات سے بچنے کی سوچ کو اس کے ذہن میں راسخ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

توحید:

اسلامی تہذیب میں سب سے اعلیٰ و ارفع یکساں عقیدہ اور خصوصی امتیاز کی حامل چیز توحید باری تعالیٰ ہے۔ توحید کا عقیدہ مسلمان کی زندگی میں پیدا ہونے سے لے کر موت کے بعد بھی، اعمال و افعال میں بھی، عقائد و عبادات میں بھی اور زندگی کے ہر چھوٹے بڑے پروگرام یس تقریب میں بھی نمایاں نظر آتا ہے۔ اسلامی معاشرے میں اس عقیدہ توحید کا اظہار روزانہ پانچ مرتبہ مساجد کے میناروں سے با آواز بلند کر کے اس بات کی گواہی اور ثبوت دینے کا اعلان کیا جاتا ہے کہ اللہ رب العزت کے علاوہ کوئی بھی نہ عبادت کے لائق ہے اور نہ ہی کوئی پرستش کرنے کے قابل ہے، نہ کوئی اس کا ہمسر ہے اور نہ ہی کوئی وزیر ہے اور نہ ہی کوئی مشیر ہے۔ وہ اپنی کامل قدرت میں یکجا اور تنہا ہے۔ وہ پوری کائنات کا مالک ہے۔ اس مالک کی کوئی مورت یا تصویر بنا کر اس کی عبادت کرنا اسلامی معاشرے میں ناجائز و حرام ہے۔ اس مالک کی کوئی تشبیہ بھی بنانے کی اجازت نہیں ہے۔ مسلمانوں کی زندگی کے ہر موڑ پر چاہے بچپن کے کھیل ہوں

چاہے بڑوں جھگڑے ہوں، غمی کی تقریبات ہوں چاہے خوشی کے پر لطف پروگرام ہوں، سیاست کا میدان ہو یا سماجی خدمت کا موقع ہو، چھوٹوں پر شفقت کا اظہار ہو یا بڑوں کی تکریم کا مقام ہو، حب الوطنی کا جذبہ ہو یا دل کی چاہت کی بات ہو مگر ہر جگہ ہر موقع پر توحید باری تعالیٰ کا دامن پکڑے رہنا ہر مسلمان پہچان ہوتی ہے۔ تصاویر یا مجسمے بنا کر ان کی تعظیم کرنا، ان کے سامنے جھکنا، ہاتھ جوڑ کر ان کے سامنے کھڑے رہنا، ان پر چڑھاوے چڑھانا یا پھولوں کے ہار پہنانا اسلامی معاشرے میں سختی سے ممنوع ہے۔ یہ سب کام اسلامی تہذیب و تمدن، تعلیمات و اخلاقیات کے بالکل خلاف ہے۔ اسلام اس موحدانہ تہذیب میں کسی بھی طرح کسی بھی قسم کی خرافات کو شامل کرنے کی کسی بھی صورت میں اجازت ہر گز نہیں دیتا۔ اسلامی تہذیب کا باشندہ دنیا کے کسی بھی کونے میں ہو مگر وہ اپنی اسلامی موحدانہ تہذیب پر کاربند ہو گا اور اپنے قول و فعل سے توحید کا ثبوت ہی دے گا۔ باقی تہذیبوں سے خود کو بچا کر علیحدہ رکھے گا۔ مسلمان ہجوم میں بھی اور تنہائی میں بھی اپنے مالک کے سامنے جوابدہ ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے۔ چھوٹوں پر پیار دکھانے اور بڑوں بزرگوں کی تعظیم کرنے کے معاملے میں بھی حد سے تجاوز نہیں کرتا اور اپنی موحدہ تہذیب کو چھوڑ کر دوسری قوموں کی تقلید کرنے میں اسلامی تہذیب سے انحراف ہی سمجھتا ہے۔

بلوغت: مسلمان بالغ ہونے کے بعد ہی اکثر اسلامی احکامات کا مکلف بنتا ہے۔ بلوغت سے لے کر موت تک اکثر احکامات کی پابندی کرنا اس پر لازم ہو جاتی ہے۔ اچھے اعمال کا ثواب اور برے اعمال کی سزا کا مستحق بن جاتا ہے۔ جوانی کے جوش میں ہوش کو سنبھال کر شیطان کے چنگل سے خود کو بچا کر اپنی عاقبت کا دفاع کرنے کا مرحلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس عمر میں جوش اور جنونیت بھی پروان چڑھتے ہیں۔ ان سے خود کو بچانے کی سعی شروع ہو جاتی ہے۔ اس لیے اسلامی تہذیب میں مسلمان کو خود کا اور خود سے دوسروں کا دفاع کرنا فرض بن جاتا ہے۔

انسانی مساوات:

اسلامی تہذیب و تمدن میں انسانی شرافت، تکریم اور بنیادی حقوق میں سارے انسانوں کو یکساں مرتبہ حاصل ہے۔ کسی بھی انسان کو دوسرے انسان پر کسی بھی لحاظ سے کوئی بھی برتری حاصل نہیں ہے۔ اگر کسی کو کوئی فوقیت حاصل ہے یا کوئی اعلیٰ درجہ ملتا ہے تو اس کی بنیادی وجہ بھی تقویٰ ہی ہے۔ متقی حضرات کو اسلامی معاشرے میں بھی تعظیم ملتی ہے تو اللہ رب العزت کے دربار میں بھی اس کو اعلیٰ مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ اسلامی تہذیب میں ذات پات کی اونچ نیچ اور چھوت اچھوت کا تصور بھی نہیں پایا جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان اس چھوت چھات کی مت بھید اور درجہ بندی سے بالکل ناآشنا اور بیگانہ رہتا ہے۔ اسلامی معاشرے میں ایسی کوئی درجہ بندی نہیں ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر فخر کرے یا دوسرے کو خود سے کمتر سمجھے۔ اسلامی معاشرے میں مسلمان بلا تفریق ایک ہی کھانے میں شریک ہوتے ہوتے ہیں۔ ایک ہی برتن میں مل کر بلا تکلف کھاتے ہیں۔ ایک ہی صف میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ غریب امیر ہر طبقہ کے لوگ شانہ بشانہ کھڑے ہو کر اپنے مالک کی دربار میں سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔ کم حیثیت لیکن اہل علم کے پیچھے بڑے بڑے

عالی نسب، عالی مرتبہ اور شرفاء بلا تردد ساتھ کھڑے ہو کر اقتدا کرتے ہیں۔ نماز جیسی اہم عبادت سرانجام دیتے ہیں۔ اس میں کوئی بھی کبھی بھی عار محسوس نہیں کرتا۔

خدمت اور پیشہ:

اسلامی تہذیب میں خدمتیں اور پیشے دائمی حیثیت نہیں رکھتے۔ ایسا نہیں ہے کہ ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی یا ان کی بنیاد پر انسانی درجہ بندی، طبقاتی نظام یا قوموں کو تشکیل دیا جا سکے۔ وہ ایک الگ بات ہے کہ لوگوں نے اپنی ضرورت کے مد نظر کوئی پیشہ اختیار کیا اور وہ پیشہ بعض اوقات کئی کئی نسلوں میں چلتا رہا مگر پھر بھی اس پیشے کی وجہ سے ان کو حقیر نہیں سمجھا جاتا۔ اسلامی تہذیب میں جو شخص جب چاہے اپنا مشغلہ یا پیشہ تبدیل کر سکتا ہے۔ اس پر کبھی بھی کوئی بھی اعتراض نہیں کرتا اور نہ ہی حقارت کی نظروں سے دیکھا جاتا ہے اور نہ ہی کوئی کسی خدمت یا پیشے میں حقیر جانا جاتا ہے۔ اس کا ثبوت عرب ممالک کے بڑے بڑے جلیل القدر اہل علم اور عالموں نے اپنے نام کے ساتھ ایسے پیشے کا نام بھی شامل کر کے مشہور کر دیا جو ان کے آباواجداد نے کسی دور میں بھی اپنا مشغلہ بنایا ہوا تھا۔ کبھی بھی اس کی وجہ سے کسی نے بھی ان کو حقارت کی نظر سے نہیں دیکھا۔ ان بزرگوں کے ناموں کے ساتھ خیاط، زیات، حلاق، قصاب اور صواف وغیرہ کے الفاظ جڑ کر مشہور ہوئے۔ کسی نے بھی ان میں کوئی عار یا ذلت محسوس نہ کی۔

علم:

اسلامی معاشرے میں علم کو ایک مسلم حیثیت حاصل ہے۔ قرآن پاک کے نزول کی ابتدا میں ہی علم کی اہمیت کا بتایا گیا۔ علم کی روشنی میں اپنی زندگی گزارنے اور معاشرے کے بہترین افراد بننے کے لیے اسلام نے علم کے حصول کو فرض قرار دیا ہے۔ اسلامی تہذیب میں فنون لطیفہ کے بارے میں بھی محتاط اور معتدل نقطہ نظر رکھا گیا ہے۔ اس معاملے میں بھی سنجیدگی اور حقیقت پسندی کو ہی ترجیح دی گئی ہے۔ اس فنون لطیفہ (Fine Arts) کی کچھ شاخوں کو اسلام ناجائز قرار دے کر اپنانے سے منع کرتا ہے۔ جیسے رقص (Dancing)، مجسمہ سازی (sculpture)، جاندار کی تصاویر بنانا (portray) اور کچھ شاخوں میں اعتدال اور احتیاط کے ساتھ کچھ حدود و قیود بھی مقرر کیے ہیں۔ جیسے شعر و شاعری اور نغمہ گوئی وغیرہ ان مختلف شاخوں سے منع یا قیود کے بارے میں بھی اسلام کا نقطہ نظر یہی ہے کہ ان چیزوں کی وجہ سے خوف خدا، فکر آخرت اور اخلاقی معیار کو ضرر پہنچتا ہے اور شہوانی حس بیدار ہو کر انسان کو بہکا سکتی ہے۔

نکاح:

اسلامی تہذیب میں اپنی جنسی خواہشات کے پورے کرنے اور انسانی نسل کو آگے بڑھانے کے لیے خالق کی طرف سے مقرر کردہ پاکیزہ طریقہ نکاح ہے۔ اسلامی تہذیب میں نکاح اور شادی کو بہت ہی مختصر اور سادہ رکھا گیا ہے۔ یہ انسان کی فطری ضرورت بھی ہوتی ہے۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے کوئی لمبی چوڑی رسموں کو اپنانے اور پر لطف تقاریب کرنے کا مسلمان کو مکلف نہیں بنایا گیا۔ اس کے لیے نکاح جیسا پاکیزہ طریقہ سادگی سے اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ نکاح کے رواج سے معاشرے میں پیدا ہونے والی کئی برائیوں سے انسان بچ جاتا ہے اور پاکدامنی حاصل ہوتی ہے۔ نکاح کی وجہ سے خاندانوں کی آپسی محبت بڑھ جاتی ہے۔ آنے والی نسل کو بہت ساروں کا سہارا مل جاتا ہے اور طرفین کے ایک دوسرے پر حقوق لازم ہو جاتے ہیں اور ذمہ داریاں بھی آ جاتی ہیں۔ جس کی وجہ

سے آپسی محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔ نکاح کے وقت بھی مسلمانوں میں مسنون خطبہ دینے کا رواج ہے۔ اس میں اللہ رب العزت کے احسانات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ زندگی کو گزارنے کے لیے اللہ رب العزت کی تقویٰ اختیار کرنے کا بتایا جاتا ہے پھر ان کا جینا اور مرنا اللہ رب العزت کی فرمانبرداری کے تحت ہو گی کی تلقین کی جاتی ہے پھر ان کی آپسی محبت کے لیے دعا کی جاتی ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے :

يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَ اتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا[18]

"اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا، اور اسی سے اس کی بیوی پیدا کی، اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں (دنیا میں) پھیلا دیئے۔ اور اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حقوق مانگتے ہو، اور رشتہ داریوں (کی حق تلفی سے) ڈرو۔ یقین رکھو کہ اللہ تمہاری نگرانی کر رہا ہے۔"

ازدواجی زندگی:

اسلامی تہذیب میں ازدواجی حیثیت سے زندگی گزارنے کا طریقہ دنیا کے دوسرے مذاہب و ملل سے نمایاں ہے۔ ازدواجی زندگی میں انسان دوسروں کے حقوق کا ذمہ دار بن جاتا ہے۔ گھر والوں کا سہارا بن جاتا ہے۔ گھر والوں کی خوشی میں اپنی تسکین اور غمی میں دکھ محسوس کرتا ہے۔ ازدواجی زندگی کو صحیح طرح سے گزارنے کو عبادت بتایا گیا ہے۔ زوجین کے حقوق کو فرائض میں شمار کیا گیا ہے اور عورت جو کہ صنف نازک ہوتی ہے کو تحفظ مل جاتا ہے، عورت کو احترام اور تعظیم حاصل ہوتی ہے، عدل و انصاف کا پہلو اجاگر ہو جاتا ہے۔ انسان کو اپنے زوج کے ساتھ بچے بھی دنیا کی محبوب ترین چیز نظر آتے ہیں۔ ان کے ساتھ رہنے میں قلبی سکون ملتا ہے۔

والدین کی اطاعت:

اسلامی تہذیب میں انسان کو زندگی میں بھی عزت و اکرام ملتا ہے، پھر چاہے وہ کسی بھی صورت میں ہو۔ اگر بیٹا ہے تو اگر بیٹا ہے تو والدین کی خدمت کا سختی سے حکم فرمایا اور نافرمانی کی صورت میں سخت وعیدیں سنائی گئی ہیں۔ فرمایا:

وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا [19]

"اور تمہارے پروردگار نے یہ حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے پاس بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اف تک نہ کہو، اور نہ انہیں جھڑ کو، بلکہ ان سے عزت کے ساتھ بات کیا کرو۔"

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَسْتَأْذِنُهُ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ: «أَحَيٌّ وَالِدَاكَ» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ.[20]

"حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کی، کہا: ایک شخص نبی ﷺ کے پاس جہاد کی اجازت طلب کرنے کے لیے آیا تو آپ

نے فرمایا: ”کیا تمہارے والدین زندہ ہیں؟“ اس نے کہا: جی ہاں، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ”پھر ان (کی خدمت بجالانے) میں جہاد کرو۔ (اپنی جان اور مال کو ان کی خدمت میں صرف کرو۔)“

اسلامی تہذیب نے تو والدین کے اس دنیا کے گزر جانے کے بعد بھی خدمت کی صورت بتا کر اس پر عمل کرنے کی ترغیب دی ہے۔

وَعنأبي أسيد السَّاعِدِیّ قَالَ: بَيْنَا نحنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ هَلْ بَقِي من برّ أبويّ شيءٌ أَبَرُّهُمَا بِهِ بَعْدَ مَوْتِهِمَا قَالَ: «نَعَمْ الصَّلَاةُ عَلَيْهِمَا وَالِاسْتِغْفَارُ لَهُمَا وَإِنْفَاذُ عَهْدِهِمَا مِنْ بَعْدِهِمَا وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِي لَا تُوصَلُ إِلَّا بِهِمَا وَإِكْرَامُ صَدِيقِهِمَا۔[21]

”حضرت ابو اسید ساعدیؓ بیان کرتے ہیں، اس اثنا میں کہ ہم رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر تھے کہ اتنے میں بنو سلمہ (کے قبیلے) سے ایک آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا والدین کے ساتھ حسن سلوک کی کوئی ایسی صورت ہے جس کے ذریعے میں ان کی وفات کے بعد ان سے حسن سلوک کر سکوں؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ”ہاں! ان کے لیے دعا کرو، ان کے لیے مغفرت طلب کرو، ان کے بعد ان کی وصیت پر عمل کرو، وہ جو صلہ رحمی کیا کرتے تھے اسے جاری رکھو اور ان کے دوستوں کی تکریم کرو۔“

اسلامی تہذیب میں ہر مسلمان خاتمہ بخیر کی دعا کرتا بھی ہے اور ایسی دعائیں کرواتا بھی ہے۔ مسلمان خواہ کیسی بھی زندگی بسر کرتا ہو لیکن اس کو اپنے خاتمہ بالخیر یعنی ایمان پر موت کی تمنا ضرور ہوتی ہے۔ ہر مسلمان چاہتا ہے کہ جب اس دنیا سے رخصتی ہو رہی ہو تو کلمہ طیبہ کا ورد اس کی زبان پر جاری ہو۔ حتیٰ کہ اس کے دوست و اقربا کی بھی یہ ہی کوشش کرتے ہیں کہ کلمہ پڑھتے ہوئے اس کو موت آجائے یا کم از کم یہ ہو کہ اس کا اخری کلام کلمہ طیبہ ہی ہو۔

آداب طعام:

مسلم تہذیب میں ہر ایک کام کو سرانجام دینے کے لیے سلیقہ اختیار کیا جاتا ہے۔ آداب کو اختیار کیا جاتا ہے۔ جیسے کھانے کے لیے ٹیک لگا کر کھانے سے منع کیا گیا ہے۔ کھانا شروع کرنے سے پہلے ہاتھ اچھی طرح دھو کر اللہ رب العزت کا نام لے کر شروعات کی جاتی ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر ابتدا کی جاتی ہے۔ اور کبھی بسم الله الرحمن الرحيم پڑھنا بھول جائے تو بسم الله اوله و آخره۔ یعنی اللہ کے نام سے اس کے شروع میں (بھی) اور اخر میں (بھی) پڑھنے کی عادت ہوتی ہے۔ پھر کھانے سے فراغت کے بعد الحمد لله الذی اطعمنا و سقانا و جعلنا من المسلمين۔ ترجمہ: اسی اللہ کے کی تمام تعریفیں ہیں جس نے ہمیں کھلایا پلایا اور مسلمان بنایا۔ پھر جب مسلمان کے سامنے سے دستر خوان اٹھا دیا جاتا ہے تو: الحمد لله حمدا كثيرا طيبا مباركا فيه غير مودع ولا مستغنى عنه ربنا۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی بہت اچھی اور بابرکت تعریف ہے۔ وہ اللہ جس کے لیے نا بے نیاز ہوا جا سکتا ہے نہ اس کو خیر باد کہا جا سکتا ہے۔ وہ ہمارا پروردگار ہے۔ مطلب کہ کھانا کھانے کے تیاری سے لے کر فراغت کے بعد بھی اللہ رب العزت کی حمد و ثنا ہی کی جاتی ہے۔ اسی طرح غم و رنج پہنچنے پر انا لله وانا اليه راجعون کی دعا مانگنے کی تلقین کی جاتی ہے۔ پانی پینے کے لیے بھی تین سانسوں میں پینے کی ترغیب ہوتی ہے۔ مطلب کہ مسلمان کی زندگی کے سارے اعمال میں اللہ رب العزت کی حمد و ثنا کی شمولیت لازم سمجھی جاتی ہے۔ عام دنیاوی تقریبات کی ابتدا میں کلام پاک کی تلاوت کر کے برکت حاصل کی جاتی ہے۔ اسی طرح مسلمان کی زندگی کے ہر عمل کو سرانجام دیتے وقت کی دعائیں

پڑھی جاتی ہیں۔ گویا مسلمانوں کے سارے اعمال اللہ رب العزت کی منشا کے مطابق اس کی رضا حاصل کرنے کی نیت سے سر انجام دیے جاتے ہیں۔

روزہ:

اسلامی تہذیب میں روزہ بنیادی رکن کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس پر پابندی سے عمل کرنے کا حکم ہے۔ روزہ انسان کی زندگی پر روحانی اور مادی اثرات مرتب کرتا ہے۔ روزے کے بارے میں فرمان الٰہی ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ [22]

"اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کر دیئے گئے ہیں، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، تاکہ تمہارے اندر تقوی پیدا ہو"۔

سال کے 12 مہینوں میں ایک مہینہ رمضان المبارک کا پورا مہینہ روزہ رکھنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ روزہ بدنی عبادت ہے۔ روزے میں انسان کھانے پینے اور جنسی خواہشات سے رک جاتا ہے۔ اپنے مالک کے حکم کے آگے اپنی بنیادی ضروریات کو چھوڑ کر یہ ثابت کرتا ہے کہ اپنے مالک کے حکم کے تحت ان چیزوں کو چھوڑنے کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ روزے میں بھوک اور پیاس کی شدت اور دوسرے بھوکوں اور پیاسوں کی تکلیف کا احساس ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ انسان میں تقویٰ بھی پیدا ہوتی ہے۔ اسلامی تہذیب میں روزے کو بہت بڑی عبادت کا درجہ حاصل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ [23]

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے رمضان کے روزے ایمان اور خالص نیت کے ساتھ رکھے اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے گئے"

سنن نسائی میں مذکور ہے:

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔ [24]

"حضرت ابو سلمہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"جو شخص ایمان کے جذبے سے اور ثواب کی نیت سے رمضان المبارک (کی راتوں) کا قیام کرے، اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ اور جو شخص ایمان کے جذبے سے اور ثواب کی نیت سے لیلۃ القدر کا قیام کرے، اس کے بھی سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔"

روزہ رکھنے سے انسان میں صبر کا مادہ پیدا ہوتا ہے۔ انسان اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے۔ رمضان کے مہینے میں راتوں کو قیام کرنا بھی ہوتا ہے۔ روزہ دار کی حالت لوگوں سے پوشیدہ ہوتی ہے۔ اس کا علم صرف اللہ ہی کو ہوتا ہے اور روزہ دار کو روزے میں بھوک، پیاس اور جائز نفسانی خواہشات پر بھی صبر کرنا پڑتا ہے۔ روزہ دار کے اکیلے میں بھی کھانے سے کھانے پینے سے رک جانے کی وجہ سے یہ عبادت ریا سے بھی پاک ہوتی ہے۔

روزہ دار کو روزے کی وجہ سے تقویٰ، صبر، شکر، ایثار، تزکیہ نفس اور اللہ رب العزت کی رضا کے حصول کی کوشش نصیب ہوتی ہے۔ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا جاتا ہے۔ اعتکاف میں مسلمان خلوت میں اپنے رب کی عبادت کرتا ہے۔ اپنے سابقہ گناہوں پر نادم ہو کر اس کی معافی طلب کرتا ہے۔ کچھ وقت اپنے نفس کی اصلاح کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اسلامی تہذیب میں فرض روزوں کے علاوہ مسنون روزوں اور نفلی روزوں کا اہتمام بھی ہوتا ہے تاکہ روزے کی فضیلت کو حاصل کیا جائے۔

زکوٰۃ:

اسلامی تہذیب میں زکوٰۃ کو بھی بنیادی رکن کی حیثیت حاصل ہے۔ زکوٰۃ کے ذریعے معاشرے کے مساکین اور غرباء کی اعانت ہوتی ہے۔ مالداروں کو اپنے حلال زائد مال سے سال میں ایک مرتبہ 40واں حصہ یعنی 2.5 فیصد مال غرباء اور مساکین میں تقسیم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس مال سے زکوٰۃ دینے کو فرض قرار دیا گیا ہے۔ قران مجید میں 82 مرتبہ نماز و زکوٰۃ کا ایک ساتھ حکم دیا گیا ہے۔ اس سے زکوۃ کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اسلامی تہذیب میں اللہ رب العزت کی عبادت کی مختلف اقسام ہیں جن میں کچھ خالص جسمانی مشقت پر مبنی ہیں اور کچھ صرف مالی ہیں اور کچھ جسمانی و مالی دونوں طرح کی عبادات ہیں۔ زکوٰۃ مالی عبادت ہے۔ جسمانی عبادت سے انسان کی روحانی ضرورت پوری ہوتی ہے اور مالی عبادت سے انسان کی مادی ضرورتوں کی کفالت کی ضمانت میسر آتی ہے۔ زکوٰۃ سے اسلامی سماج میں روحانی برکات مرتب ہوتی ہیں۔ زکوٰۃ اسلامی معاشرے میں اسلامی حکومت کے لیے اقتصادی نظام کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔

اسلامی تہذیب معاشرے کی بنیاد اس کے افراد کی روحانی اور مادی تقاضوں کو پورا کرنے سے ہی ہوتی ہے۔ اسلامی معاشرے میں نیکیوں اور اچھائیوں کو فروغ ملتا ہے اور برائیوں کا سدباب ہوتا ہے۔ اسلامی تہذیب میں بندے کو ہر وقت اپنے مالک و خالق کی رضا کی طلب ہوتی ہے۔ دوسری تہذیبوں کے مقابلے میں اسلامی تہذیب میں بندے کی سوچ مختلف ہوتی ہے۔ دوسری تہذیبوں میں بندہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کی کمائی ہوئی دولت اس کی اپنی ذاتی قابلیت اور محنت سے جمع کی گئی ہے اس کے لیے وہ اس کو اللہ رب العزت کی راہ میں کیوں خرچ کرے؟ جبکہ اسلامی تہذیب میں بندہ کی سوچ اس کے برعکس ہوتی ہے کہ جو بھی اس کے پاس ہے وہ سارا کا سارا اللہ رب العزت کی عطا ہی ہے۔ وہ یہ سمجھتا ہے کہ جب میرا مالک مجھ سے راضی ہو گا تو یہ چیزیں میرے پاس ہوں گی اور جب ناراض ہو گا تو یہ سب کچھ اور سارا مال و ملکیت بھی چھیننے پر قادر ہے۔ اس لیے اسلامی تہذیب کا فرد اپنے مال کو اپنے مالک کی رضا کی خاطر خرچ کرنے میں قلبی سکون محسوس کرتا ہے اور دلی خوشی محسوس کرتا ہے۔ دنیا کی ساری تکالیف اور مصیبتوں کو اپنے لیے ازمائش ہی سمجھتا ہے اور اس کے بدلے میں آخرت کی راحت و سکون کی امید رکھتا ہے۔ زکوٰۃ کے فریضے کے ادا کرنے سے انسان کے نفس کا تزکیہ ہوتا ہے۔ حب جاہ و مال ختم ہوتی ہے۔ تزکیہ نفس کے لیے فرمان الٰہی ہے:

وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا ۔ كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوَاهَا [25]

"فلاح اسے ملے گی جو اس نفس کو پاکیزہ بنائے، اور نامراد وہ ہو گا جو اس کو (گناہ میں) دھنسا دے"

الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ[26]

"جو بے دیکھی چیزوں پر ایمان لاتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں، اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا اس میں سے (اللہ کی خوشنودی کے کاموں میں) خرچ کرتے ہیں۔"

زکوۃ روک رقم، زیورات، املاک، جانوروں، زمینوں اور فصلوں پر الگ الگ حساب سے فرض ہے۔ ان سب کا نصاب الگ الگ ہے اور زکوۃ بھی الگ الگ ہے۔ زکوۃ کے علاوہ اسلامی تہذیب میں صدقات و خیرات کا عمل بھی پایا جاتا ہے۔

حج:

اسلامی تہذیب میں بندے کا اپنے خالق و مالک کی محبت کے اظہار کے لیے حج کا فریضہ مظہر و آئینہ دار ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے:

فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَقَامُ إِبْرَاهِيمَ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ[27]

"اس میں روشن نشانیاں ہیں، مقام ابراہیم ہے، اور جو اس میں داخل ہوتا ہے امن پاجاتا ہے۔ اور لوگوں میں سے جو لوگ اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں ان پر اللہ کے لیے اس گھر کا حج کرنا فرض ہے، اور اگر کوئی انکار کرے تو اللہ دنیاجہان کے تمام لوگوں سے بے نیاز ہے۔"

اسلامی معاشرے میں ہر صاحب استطاعت اور مالدار بندے پر زندگی میں ایک بار بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے۔ ایمان والوں کو اپنے مالک سے شدید محبت ہوتی ہے۔ اسلامی تہذیب میں اپنے مالک سے محبت کا اظہار کرنے کے لئے مالدار اور صاحب استعداد پر حج کی عبادت زندگی میں ایک بار لازم قرار دی گئی ہے۔ حج جسمانی اور مالی دونوں قسم کی عبادت کا امتزاج ہے۔ مسلمان اپنے رب سے محبت میں کبھی سجدوں میں آنسو بہاتا ہے تو کبھی اپنے مالک کے لیے قیام میں رہتا ہے۔

کبھی اپنے مالک کے حضور اپنے ضعف اور بے بسی کو بیان کرتا ہے کبھی اپنی عبادت میں غفلت کو گنواتا ہے۔ کبھی رو کر مناتا ہے تو کبھی عبادت میں خود کو مصروف کر کے منانے کی کوشش کرتا ہے۔ بندہ مومن کے دل میں اپنے رب کی محبت کا جذبہ موجود ہوتا ہے اور جب یہ چنگاری بھڑکتی ہے تو آگ بن جاتی ہے۔ بندہ خالق سے اپنی اس محبت کے اظہار کے لیے حج کے فریضہ کو سرانجام دیتا ہے۔ اس بندے و خالق کی محبت کی تکمیل اور تسکین کا ذریعہ حج ہی ہے۔ بندہ اپنی عاجزی دکھانے کے لیے دو ان سلی چادریں پہن کر بھکاری کے روپ میں اپنے رب کے حضور حاضر ہو کر اپنی محبت کا اظہار کرتا ہے۔ اپنے گناہوں اور غلطیوں کی معافی مانگتا ہے۔ اللہ رب العزت نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دے کر یہ بتلایا کہ میرے بندے میری محبت میں بھاگتے ہوئے آئیں گے پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم فرمایا:

وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ[28]

"اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دو، کہ وہ تمہارے پاس پیدل آئیں، اور دور دراز کے راستوں سے سفر کرنے والی ان اونٹنیوں پر سوار ہو کر آئیں جو (لمبے سفر سے) دبلی ہو گئی ہوں۔"

اسلامی تہذیب میں مسلمانوں کے آپسی اجتماع کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں۔ ایک وقتی نماز باجماعت جو پڑوس کو ایک دوسرے سے ملاتی ہے پھر جمعہ کی نماز جس میں ایک محلے کے لوگ آپس میں ملتے ہیں پھر عید کی نماز اس میں شہر کے لوگ یا مختلف گاؤں کے لوگ آپس میں ملتے ہیں پھر اس سے آگے حج ہے، جس میں مختلف ممالک میں رہنے والے لوگ آپس میں ملتے ہیں۔

اسلامی تہذیب وثقافت کی کچھ نمایاں خصوصیات:

اسلامی تہذیب و تمدن ایک ایسی تہذیب ہے جو بندے کو اپنے خالق سے اور بندوں کو آپس میں جوڑ کر رکھتی ہے۔ اسلامی تہذیب میں معاشرے کے لوگوں کو آپس میں جڑ کر رہنے کا سبق دیا جاتا ہے۔

1۔ اسلامی تہذیب و تمدن میں توحید بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ توحید سے یہ درس ملتا ہے کہ سب انسانوں کا مالک و خالق ایک ہی ہے۔ اسی مالک کے قبضہ قدرت میں سارے اختیارات ہیں، وہ ہر چیز پر قادر ہے ہر اعمال و افعال اسی کے علم میں ہوتے ہیں، وہ ہر بات سے واقف ہوتا ہے، وہ اپنے بندوں سے اپنے احکامات کی پیروی اور دوسرے انسانوں کی خدمت ہی چاہتا ہے۔ جب سب کو اس بات کا یقین ہو کہ سب کا مالک ایک ہی ہے اور وہ قادر مطلق ہے تو اس بات کی وجہ سے سب ایک ہی خاندان کے فرد کے مترادف ہوتے ہیں۔

2۔ سلامی تہذیب و تمدن میں نماز کی بھی بہت بڑی اہمیت ہے۔ نماز کی وجہ سے بندہ اپنے رب سے مناجات کرتا ہے، اپنے دل کے دکھ درد اپنے آقا کو سناتا ہے، اپنے مالک کی بڑائی بیان کر کے اپنے مالک کے حضور میں حاضر ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے اپنے سارے اعمال کو سرانجام دیتے ہوئے اس بات سے بھی خوب واقف ہوتا ہے کہ اپنے مالک کے سامنے کھڑا ہونا ہے۔ اس لیے اپنے اعمال کا محاسبہ کر کے کمی کوتاہی کی معافی کا بھی طلبگار ہوتا ہے اور اپنی کمزوری اور نادانی کا اعتراف بھی کرتا ہے۔ نماز اپنے خالق حضور میں کھڑا ہونا بھی ہے تو معاشرے کے دوسرے افراد سے میل جول بڑھانا بھی ہے۔ ان کے حالات سے بھی باخبر ہونا ہے کیونکہ اسلام نے انسان کو اہمیت دے کر آپس میں مل جل کر رہنے کا حکم دیا ہے۔

3۔ اسلامی تہذیب میں انسانی نسل کی افزائش اور جنسی تسکین کا مقدس طریقہ نکاح رائج کیا گیا ہے۔ نکاح میں انسان کی عزت و تکریم محفوظ ہو جاتی ہے، ایک دوسرے کے حقوق واجب ہو جاتے ہیں، آنے والی نسل کی ذمہ داری فرض ہو جاتی ہے۔ نکاح کے طریقے کو رائج کرنے سے معاشرے میں کئی برائیوں کا سدباب ہوتا ہے۔ انسان اپنے نفس کی حفاظت کرتا ہے، اپنی عظمت کو محفوظ رکھتا ہے اور پاک دامنی کو پالیتا ہے۔

اسلامی تہذیب کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کے فرد ہر اچھا کام دائیں ہاتھ سے سرانجام دیتے ہیں۔ کھانا کھانا، پانی پینا اور لین دین کرنا وغیرہ ان سب میں دائیں ہاتھ کو استعمال کرتے ہیں۔

4۔ اسلامی تہذیب میں بیوہ یا مطلقہ سے عقد ثانی کا رواج بھی خصوصیت کا حامل ہے۔ ہندو مت میں عقد ثانی کو معیوب سمجھا جاتا ہے مگر اسلام میں اس کو قابل مدح عمل بتایا گیا ہے۔ اس کی ترغیب دی گئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت بتایا گیا ہے۔ اسی سنت پر آج بھی مسلمان عمل پیرا ہیں اور اہل علم، مشائخ اور علماء کرام خود بھی عقد ثانی کرتے ہیں اور اپنی بیوہ بیٹیوں یا بہنوں کا عقد ثانی بھی کرواتے ہیں۔ وہ ایک الگ بات ہے کہ کچھ مسلمان بیوہ عورتیں اپنی رضا یا کسی مجبوری کے تحت عقد ثانی کے بنا ہی رہتی ہیں مگر اسلام عقد ثانی کی ترغیب دیتا ہے اور اس کو قابل مدح عمل سمجھتا ہے۔ کبھی بھی معیوب نہیں جانتا۔

5۔ اسلامی تہذیب میں سلام کرنے کا انداز بھی اپنی ایک خصوصیت رکھتا ہے۔ اسلامی معاشرے میں ملتے وقت آتے جاتے وقت ایک دوسرے کو سلام کیا جاتا ہے۔ سلام کرنے کے لیے عربی زبان میں السلام علیکم کے دعائیہ کلمات مستعمل ہوتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی ہو۔ اس دعا کے بدلے میں بھی دعا ہی دی جاتی ہے وعلیکم السلام۔ یعنی آپ پر بھی سلامتی ہو۔

نتائج:

1۔ اسلامی تہذیب و ثقافت کو دنیا کی دوسری تہذیبوں اور ثقافتوں میں ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔

2۔ اسلامی تہذیب کے اصول و تفصیلات منزل من اللہ ہیں۔

3۔ اسلامی تہذیب و ثقافت اپنے مالک و خالق کی منشا کے مطابق زندگی گزارنے کا طور طریقہ ہے۔

4۔ اسلامی تہذیب ایک موحدانہ تہذیب ہے۔ اس میں خالق کی توحید، انسانیت کی ترجیح، اخلاق کے بلند اقدار، مخلوق کی تعظیم و حرمت، مالک کی فرمانبرداری، مخلوق خدا پر رحمت و شفقت، ہمدردی، ایثار اور رحمت خداوندی جیسے بنیادی عناصر باقی تہذیبوں کے مقابلے میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔

5۔ اسلامی تہذیب میں انسانیت کو بہت زیادہ عزت و احترام عطا کیا گیا ہے۔ اللہ رب العزت اپنے بندوں کے لئے آسانی چاہتا ہے۔

6۔ اسلامی تہذیب دنیا کی باقی تہذیبوں کے مقابلے میں بہت ساری خصوصیات کی حامل موحدانہ تہذیب ہے۔

تجاویز:

1۔ تہذیب و ثقافت کسی بھی معاشرے کا بنیادی عنصر ہوتا ہے۔ آج کل ذرائع ابلاغ نے دنیا کو ایک گاؤں کی مثل بنادیا ہے۔ اس وجہ سے دوسری تہذیبوں خاص کر مغربی تہذیب اسلامی معاشرے کے افراد کو جدت کے نام پر اپنی طرف راغب کر رہی ہے۔ اس لئے اہل علم حضرات کو اسلامی تہذیب و تمدن کے بارے میں عوام میں بیداری کرنی چاہیے۔ عوام کو اسلامی تہذیب و ثقافت کی حقیقت و اہمیت سے آگاہ کرنا چاہیے۔

2۔ مقررین، مبلغین اور خطیب حضرات اپنی تقاریر اور بیانات میں اسلامی تہذیب و تمدن کی حقانیت پر روشنی ڈال کر عوام کو صحیح اسلامی تعلیمات اور ثقافت کے بارے میں باخبر رکھنے کی کوشش کریں۔

3۔ مختلف جامعات و مذھبی اداروں کو اسلامی تہذیب و ثقافت کے موضوع پر مختلف اوقات میں لیکچر پروگرام، ورکشاپس اور کانفرنسز منعقد کروا کر ملکی و بین الاقوامی سطح پر محققین و علماء کرام کو تحقیقی مقالے لکھنے کی عام دعوت دیں۔ ایسے پروگراموں میں عوام، اہل علم و فکر اور طلباء کو بھی شامل ہونے کی اجازت دی جائے تاکہ اسلامی تعلیمات کا یہ پیغام اپنی موحدانہ فکر کے ساتھ ہر عام و خاص تک پہنچ سکے۔

4۔ یونیورسٹیاں اس موضوع پر ایم فل و پی ایچ ڈی کے مقالات لکھوا کر ان کو پبلش کروا کر عام کریں۔

حوالہ جات:

[1]۔ **القرآن**،2:151۔

Al-Qur'ān, 2:151.

[2]۔مالک بن انس، امام، **موطا امام مالک**(پاکستان، لاہور: فرید بک اسٹال 2003)، رقم الحدیث:1544۔

Mālik bin Anas, Imām, al-Muwaṭṭa' Imām Mālik (Pākistān, Lāhore: Farīd Book Stall, 2003), Ḥadīth: 1544.

[3]۔ **القرآن**،68:4۔

Al-Qur'ān, 68:4.

[4]۔ **القرآن**33:21۔

Al-Qur'ān, 33:21.

[5]۔ ابو داؤد السجستانی، سلیمان بن الاشعث، **سنن ابی داؤد**،(بیروت: المکتبۃ العصریۃ، صیدا، س ن)، حدیث:4198

Abū Dāwūd al-Sijistānī, Sulaymān bin al-Ash'ath, *Sunan Abī Dāwūd*, (Bayrūt: al-Maktabah al-'Asriyyah, Ṣaydā, S.N.), Ḥadīth: 4198.

[6]۔ نسائی، احمد بن شعیب، **سنن نسائی**،، حدیث نمبر5043۔

An-Nasā'ī, Aḥmad bin Shu'ayb. *Sunan an-Nasā'ī*, Ḥadīth no. 5043.

[7]۔ ابو داؤد، **سنن ابی داؤد**، کتاب الصلوٰۃ، حدیث:494

Abū Dāwūd, *Sunan Abī Dāwūd*, Kitāb aṣ-Ṣalāh ،Ḥadīth: 494.

[8]۔ **القرآن**،107:5-7۔

Al-Qur'ān, 107: 5-7.

[9]۔ **القرآن**23:1،2۔

Al-Qur'ān, 23:1-2.

[10]۔القشيري، اَبوالحسن مسلم بن الحجاج، **المسند الصحیح**، كِتَاب الْطہارت (بیروت: داراحیاء التراث العربي، س۔ن)، رقم الحدیث:.543

Al-Qushayrī, Abū al-Ḥasan Muslim bin al-Ḥajjāj, *Al-Musnad al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb aṭ-Ṭahārah (Bayrūt: Dār Iḥyā' al-Turāth al-'Arabī, S.N.), Ḥadīth Number: 543.

[11]۔ ابو داؤد، **سنن ابی داؤد**، کتاب الصلوٰۃ، حدیث: 425

Abū Dāwūd, *Sunan Abī Dāwūd*, Kitāb aṣ-Ṣalāh ،Ḥadīth: 425

[12]۔ احمد بن حنبل، الامام، **مسند الامام احمد**, کتاب وضو (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ الأولی، 1421ھ-2001ء)، حدیث:607

Ahmad bin Ḥanbal, al-Imām, *Musnad al-Imām Aḥmad,* Kitāb al-Wuḍū' (Bayrūt: Mu'assasat al-Risālah, al-Ṭab'ah al-Āwlah, 1421 AH - 2001 CE), Ḥadīth: 607.

[13]۔ **القرآن**،45:29۔

Al-Qur'ān, 45:29.

[14]۔ ایضاً،5:6۔

Ibid, 5:6.

[15]۔ ایضاً،18:72۔

Ibid, 72:18.

[16]۔ ایضاً،36:24۔

Ibid, 24:36.

[17]۔ ایضاً،31:7۔

Ibid, 7:31.

[18]۔ ایضاً،1:4۔

Ibid, 4:1.

[19]۔ ایضاً،23:17۔

Ibid, 17:23.

[20]۔ مسلم، **المسند الصحیح**، رقم الحدیث:.6504

Muslim, *Al-Musnad al-Ṣaḥīḥ*, Ḥadīth Number: 6504.

[21]۔ **خطیب تبریزی**، محمد بن عبد اللہ، **مشکوۃ المصابیح**، کتاب آداب کا بیان، حدیث نمبر4936۔

Khaṭīb Tabrīzī, Muḥammad bin 'Abd Allāh. 2003. *Mishkāt al-Maṣābīḥ*. Kitāb Ādāb kā Bayān, Ḥadīth no. 4936.

[22]۔ **القرآن**،183:2۔

Al-Qur'ān,183 :2

[23]۔ البخاری، ابو عبد اللہ، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، کتاب الایمان (بیروت، دار طوق النجاۃ، 1422ھ)، حدیث:38

Al-Bukhārī, Abū ʿAbdullāh, Muḥammad bin Ismāʿīl, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Īmān (Bayrūt, Dār Ṭawq al-Najāh, 1422H), Ḥadīth: 38

[24]۔ نسائی، احمد بن شعیب، **سنن نسائی**، کتاب الصوم، حدیث نمبر:2208۔

Nasā'ī, *Sunan an-Nasā'ī*, Kitāb aṣ-Ṣawm, Ḥadīth: 2208.

[25]۔ **القرآن**،91:9-10۔

Al-Qur'ān, 91: 9-10.

[26]۔ ایضاً،3:2۔

Ibid, 2:3.

[27]۔ ایضاً،97:3۔

Ibid, 3:97.

[28]۔ ایضاً،27:22۔

Ibid, 22:27.